اسلامی حکومت کی شرعی حیثیت

محمد حسنین*
مطلوب احمد**

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں انسان کو اپنا جانشین اور نائب بنایا اور جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کرنا چاہی تو اسے اپنا خلیفہ قرار دے دیا۔ارشادِ ربانی ہے:

﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً﴾ (۱)

''ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب''

امام قرطبی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''هذه الآية أصل فی نصب امامٍ و خليفة يُسْمَع له و يطاع: لتجتمع به الكامة، وتنفذ به أحكام الخليفة، ولاخلاف فی وجوب ذلک بين الأمة ولابين الأمة'' (۲)

''یہ آیت امام وخلیفہ (اسلامی حکمران) کے تقرر کے بارے میں قاعدہ کلیہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ایسا امام جس کی بات سنی جائے اور اس کی اطاعت کی جائے تاکہ کلمہ (اسلام کی شیرازہ بندی) اس سے مجتمع رہے اور خلیفہ (اسلامی حکمران) کے احکام نافذ ہوں۔امت اور آئمہ میں اسلامی حکومت کے تقرر واجب (فرض کفایہ) ہونے میں اختلاف نہیں۔

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر سے یہ بات ثابت ہوگی کہ اسلامی حکومت کے حکمران کا تقرر واجب ہے جس کے بارے میں فقہاء کرام میں کوئی اختلاف نہیں۔

وہ تمام آیات احکام جن کا تعلق حکومت کے ساتھ ہے۔ان کا نفاذ اور اجراء حاکم وخلیفہ کے وجود پر موقوف ہے۔جب تک اسلامی حکومت کا قیام عمل میں نہیں آتا۔اسلامی حکمران صاحب اقتدار نہیں ہوتا۔اس کے تحت اسلامی عدالتی نظام قائم نہیں ہوتا۔تب تک قرآنی احکام پر عملدرآمد نہیں ہوسکتا۔

امام عبدالقادر البغدادی لکھتے ہیں:

''وقدوردت الشريعة باحكام لايتولاها الامام او حاكم من قبله كاقامة الحدود علی الاحرار.''(۳)

''شریعت میں ایسے احکامات وارد ہوئے ہیں جن کو امام یا اس کی طرف سے مقرر کردہ حاکم ہی سرانجام دے سکتا ہے جیسے آزاد لوگوں پر حدود کا قیام''۔

---

* لیکچرر، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، ٹاؤن شپ کیمپس، لاہور، پاکستان
**ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج آف کامرس، عبداللہ پور فیصل آباد، پاکستان

ان احکام کے نفاذ کی فرضیت سے اسلامی حکومت وحکمران کے تقرر کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔
علامہ تفتازانی (م-۷۹۱ھ) لکھتے ہیں:

"ان الشاوع امر باقامة الحدود وسدا الثغور وتجهيز الجيوش للجهاد وكثير من الأمور المتعلقة بحفظ النظام وحماية بيغة الاسلام ممالايتم الابالامام ومالا يتم الواجب المتطلق الابه وكان مقدورًا فهو واجب." (۴)

"شارع نے حدود قائم کرنے سرحدوں کی حفاظت، جہاد کے لئے لشکر کو تیار کرنے اور بہت سے ایسے امور کا حکم دیا ہے جو نظام کی حفاظت اور مرکز اسلام کے تحفظ کے متعلق ہیں جو کہ امام (خلیفہ) کے بغیر ادا نہیں ہوسکتے اور جو مطلق فریضہ ہیں۔جس چیز کے بغیر فرض پورا نہ ہو۔وہ فرض ہے"۔

اسی چیز کے پیش نظر امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"ولان اللّٰه تعالیٰ اوجب الامر بالمعروف والنهى عن المنكر ولايتم ذلك الابقوة وامارة وكذلك سائرما اوجبه من الجهاد واقامة الحج والجمع والاعياد ونصر المظلوم واقامة الحدود لايتم الابقوه والامارة" (۵)

"اوراس لئے اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو واجب (فرض کفایہ) کہا ہے اور یہ طاقت اور اسلامی حکومت کے بغیر پورا نہیں ہوتا۔اسی طرح سے وہ تمام احکام جن کو اللہ نے واجب کیا ہے یعنی جہاد، عدل کا قیام، حج و جمعہ، عیدین کی اقامت، مظلوم کی مدد، اقامت حدود و امارت کے بغیر پورے نہیں ہوتے"۔

رسول اللہ ﷺ نے خلیفہ کے وجود کو فرض قرار دیا ہے:

"من مات وليس عليه امام مات ميتة جاهلية" (٦)

"جو شخص اس حال میں مرا کہ اس پر کوئی امام (اسلامی حکومت) نہیں تو وہ جاہلیت کی سی موت مرا"۔

"ومن مات وليس فى عنقه بيعةٌ مات ميتةً جاهليةً" (۷)

"جو شخص اس حال میں مرا کہ اس گردن میں کسی (خلیفہ) کی بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا"

ان احادیث مبارکہ میں رسول اللہ نے خلیفہ کی بیعت کو فرض قرار دیا ہے اور خلیفہ کی بیعت اس کے تقرر کے بغیر نہیں ہوسکتی اور اس کا تقرر اسلامی حکومت کے بغیر ممکن نہیں۔لہٰذا یہ چیز خود بخود فرض ہوگئی۔

ملا علی القاری "شرح الفقه الاکبر" میں لکھتے ہیں:

'فقد اجمعوا على وجوب نصب الامام". (۸)

"یعنی آئمہ کا اجماع ہے کہ امام کا تقرر واجب (فرض کفایہ) ہے"

امام الماوردی لکھتے ہیں:

"وعقد الامامة لمن يقوم بها فی الامة واجب بالاجماع". (۹)

"اورامامت کا عقداس شخص کے لیے جوامت میں اس کا قیام کرسکے۔ بالاجماع واجب ہے"۔

علامہ ابن حزم الظاہری لکھتے ہیں:

"اتفق جميع اهل السنة وجميع المعرجئة وجميع الشيعة وجميع الخوارج على وجوب الامامة". (۱۰)

"تمام اہل سنت، مرجیئہ، شیعہ، خوارج سب کا اتفاق ہے کہ نصب امام کا تقرر واجب ہے (فرض کفایہ) ہے"۔

فقہاء کے نزدیک خلافت کا قیام اورخلیفہ کا تقرر ابتدائی طور پر فرض کفایہ ہے۔ لیکن اگر اسے مقررہ مدت کے اندر ادا نہ کیا جائے تو فرض عین ہو جاتا ہے"۔(۱۱)

امام الحرمین اس اصول کے متعلق لکھتے ہیں:

"ولو فرض تعطيل فرض من فروض الكفايات لعم الماثم على الكافة على اختلاف الرتب والدرجات...... ثم مايقتضى عليه بانه من فروض الكفايات قديتعين على بعض الناس فى بعض الاوقات فان من مات رفيقه فى طريقه ولم يحضر موتهُ غيره تعين عليه القيام بغسله ودفنه وتكفنيه". (۱۲)

"اگر بالفرض فروض کفایہ میں سے کوئی فرض کفایہ معطل ہو جائے تو تمام لوگ حسب مراتب گناہ گار ہوں گے۔ فروض کفایہ بعض اوقات بعض لوگوں پر فرض عین ہو جاتے ہیں اس لئے جس شخص کا شریک سفر راستے میں فوت ہو جائے اور ان کے علاوہ کوئی تیسرا نہ ہو اس لیے جس شخص کا شریک سفر راستے میں فوت ہو گیا ہے تو اس پر اس کے غسل تجہیز اور تکفین کا انتظام کرنا عین فرض ہو جاتا ہے۔"

حضرت عوف بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"خيار ائمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم، و يصلون عليكم وتصلون عليهم وشرارُ ائمتكم الذين تبغضونهم و يبغضونكم و تلعنونهم و يلعنونكم" (۱۳)

"تمہارے بہترین حاکم وہ ہیں جنہیں تم پسند کرتے ہو (محبت کرتے ہو) اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں اور برے حاکم تمہارے وہ ہیں جن کے تم دشمن ہو وہ تمہارے دشمن ہیں تم ان پر لعنت کرتے ہو وہ تم پر لعنت کرتے ہیں"۔

حضرت ابوموسیٰ روایت کرتے ہیں کہ:

''انطلقت مع رجلين إلى النبیﷺ فتشهد أحدهما، ثم قال: جئنا لتستعين بناعلی عملک، وقال الآخر مثل قول صاحبهِ، فقال: ان اکذبکم عندنا من طلبه. (۱۴)
''میں دو آدمیوں کوساتھ لے کر نبیﷺ کے پاس گیا۔ان میں سے ایک نے خطبہ پڑھا یعنی تشہد پڑھا۔ پھر کہنے لگا، ہم اس واسطے آپ کے پاس آئے کہ آپ ہم سے مدد لیجئے۔حکومت پر یعنی ہم کو کوئی کام دیجئے، عامل بنایئے، پھر دوسرے نے بھی ایسا ہی کہا۔آنحضرتﷺ نے فرمایا،تم سب میں زیادہ جھوٹا ہمارے نزدیک وہی ہے جو حکومت کو طلب کرے''۔

حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی مہربانﷺ نے فرمایا کہ:
''الاکلم راعٍ وکلکم مسؤول عن رعیته'' (۱۵)
''تم میں سے ہر شخص حاکم ہےاور ہر ایک سے سوال ہوگا اس کی رعیت کا''

حضرت ابوالملیح عبیداللہ بن زیاد سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ نبی اکرمﷺ نے فرمایا:
''مَـامِنْ امیر یلـیِ أمیـر الـمسـلـمیـن، ثـم لایـجـهـد لهـم وینصح إلّالم یدخل معهم الجنة''(۱٦)
''جو حاکم ہو مسلمانوں کا پھر ان کی بھلائی میں کوشش نہ کرے اور خالص نیت سے ان کی بہتری نہ چاہے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں نہ جائے گا''۔

حضرت عوف بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ:
''خیارُ ائمتکم الذین تحبونهم ویحبونکم ویصلون علیکم وتصلون علیهم'' (۱۷)
''بہتر حاکم تمہارے وہ ہیں جن کو تم چاہتے ہو اور وہ تم کو چاہتے ہیں۔وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں اور تم ان کے لئے دعا کرتے ہو''۔

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ﴾ (۱۸)
''اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا جھوٹا زبانی دعویٰ ہے۔ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو۔کہ فلانی چیز حلال ہےاور فلانی چیز حرام ہے''۔

﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ﴾ (۱۹)
''تم لوگ اس کا اتباع کرو جو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی ہےاور خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے رفقیوں کا اتباع مت کرو''

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (۲۰)
''اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق فیصلہ نہ کرے۔سو ایسے لوگ بالکل کافر ہیں''

﴿اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ یَزۡعُمُوۡنَ اَنَّھُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَحَاکَمُوۡۤا اِلَی الطَّاغُوۡتِ وَقَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ یَّکۡفُرُوۡا بِہٖ﴾ (۲۱)

”کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی۔ اپنے مقدمے شیطان کے پاس لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ ان کو یہ حکم ہوا ہے کہ اس کو نہ مانیں۔“

دینی ریاست کیوں نہیں:

اس میں شبہ نہیں کہ بے شمار مسلمان جذباتی طور پر اسلامی خطوط پر معاشی، سیاسی فروغ کی خواہش کرتے ہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ ماڈرن ورلڈ کی فضا تعلیم یافتہ لوگوں کے مابین بدیہی خیال پیدا ہو گیا ہے کہ مذہب کو سیاست میں ملوث نہیں ہونا چاہئے اور جبکہ اصول ”لادینیت“ از خود ”ترقی“ سے مشخص ہے۔ مذہب کے تحت عملی سیاست اور معاشرتی، معاشی منصوبہ بندی کی طرف غور و فکر کے اشارے کو رجعت پسندانہ یا زیادہ سے زیادہ ناقابل عمل کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے۔ بظاہر بہت سے مسلمان تعلیم یافتہ آج اس خیال سے متفق ہیں اور اس میں ہماری دوسری بہتری ہم عصرانہ زندگی کی شکلوں میں مغربی طرز فکر نمایاں ہے۔

انہی وجوہات کی بنا پر مغرب کے لوگ اپنے مذہب سے مایوس ہو چکے ہیں۔ اس مایوسی کا عکس ان کی اخلاقیاتی، معاشرتی اور سیاسی بدنظمی کی صورت میں دنیا کے بڑے حصہ میں منعکس ہے۔ اپنے فیصلوں اور اعمال کو قانون اخلاق کے حوالے کرنے کی بجائے جو ہر اعلیٰ مذہب کا مال کار مقصد ہے۔

یہ لوگ مصلحت کو فرض محض سمجھتے ہیں۔ (مصلحت مختصر وقت میں لفظ کے عملی مفہوم کا نام ہے) کہ عامۃ الناس کے کام اس کے تحت پابند ہوں اور چونکہ خیالات کہ مصلحت کیا ہے۔ مختصر گروہ، قوم، فرقہ کے مابین مختلف ہوتے ہیں۔ قومی اور بین الاقوامی سیاسی میدان میں پریشان کن مفاد آن کھڑا ہوا ہے۔ کیونکہ بظاہر ایک گروپ یا قوم کے لئے جو نری حکمت عملی ہے لازماً دوسری قوم یا گروپ کے لئے مصلحت نہیں ہو سکتی۔ (۲۲)

اسلام نے ریاست اور حکومت کا محض ایک نیا تصور ہی نہیں دیا بلکہ گوشت پوست کے انسان کی اس دنیا میں اپنے نظریہ کی ایک ریاست بھی قائم کی اور یہ ریاست طویل عرصہ اپنی بنیادی شکل میں کام کرتی رہی۔ ظاہر ہے اسلامی ریاست اسلامی حکومت کے بغیر بنیادی شکل میں اپنا وجود رکھ ہی نہیں سکتی یعنی اسے بنیادی طور پر اسلامی ریاست نہیں کہہ سکتے ہیں۔

ایک پیدا شدہ سوال اور اس کا جواب:

اسلامی نظام خلافت امت کے دینی و دنیاوی اور اجتماعی امور کو سرانجام دینے کا ایک مستقل نظام ہے اس لئے اس کا نفاذ امت کا اجتماعی فریضہ ہے۔ اب سوال ہے کہ یہ کام کیا کسی جماعت کی موجودگی سے ہی ممکن ہے یا کسی بھی جماعت کا وجود اس کیلئے ضروری نہیں ہے۔ (۲۳)

کیونکہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (۲۴)

''اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا کرے اور نیک کام کے کرنے کو کہا کرے اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔''

امام ابن الجوزی ایک دوسرے مقام پر آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''والامة ھٰھنا: الصنف الواحد علی مقصد واحد''. (۲۵)

امام قرطبی فرماتے ہیں:

''فمعنی ''امة'' مقصد ھم واحد'' (۲۶)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اسی آیت کے تحت فارسی میں لکھتے ہیں:

''یعنی واجب بالکفایة است کر جمعی بامرمعروف ونہی از منکر قیام نمایند''(۲۷)

مطلب یہ ہے کہ ایسی جماعت جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اس کا قیام کفایہ یعنی فرض کفایہ ہے۔

شاہ ولی اللہ اسی آیت کی تفسیر میں مزید فرماتے ہیں:

''کہ اس اجتماع کا سبب اس بناء پر کہ سنت اللہ (قانون الٰہی) اسی طرح جاری ہے۔ یہ ہے کہ ان میں سے ایک جماعت ایسی قائم ہو جائے جو علوم دین کے احیاء (یعنی ان کی تعلیم ونشر واشاعت) پر کمر بستہ ہو اور جہاد کو اور حدود شرعیہ کو قائم کرے۔ لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے اور دوسرے لوگ (یعنی جماعت عوام) اُن کے احکام کی تعمیل کریں اور یہ (یعنی ایسی جماعت کا قیام) دین کے فرائض کفایہ میں سے ہے اور عادت (یعنی قانون) الٰہی یہ ہے کہ اس اُمت مرحومہ کا یہ امر (یعنی نظم مذکور) قیام پذیر نہیں ہوگا جب تک کوئی ایسا شخص جس کی فضیلت سب میں مُسلّم ہو ایسی جماعت کے قائم کرنے کا کام اپنے ہاتھ میں نہ لے لے''۔ (۲۸)

سنت الٰہیہ یہی ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو سرانجام دینے کے لئے باقاعدہ جماعت کا قیام ضروری ہے۔ جو باقاعدہ منظّم ومرتب اور ایک لائحہ عمل کے تحت مذکورہ فریضہ کو ادا کرے۔ (۲۹)

لادینی ریاست کی بڑی کمزوری:

ایک (لادینی) جدید ریاست میں خیر وشر اور درست ونادرست کے مابین فیصلہ کرنے کا کوئی مستحکم قاعدہ نہیں جو ممکنہ معیار ہے وہ قوم کا مفاد ہے۔ لیکن اخلاقی اقدار کے اہداف کے پیمانہ کی غیر موجودگی میں مختلف گروپوں کے افراد حتیٰ کہ ایک

قوم کے اندر وسیع الخیال کہ کسی شے کو قوم کے مفاد میں ہونا چاہئے، خیالات رکھ سکتے ہیں اور قطعی طور پر رکھ سکتے ہیں اور رکھتے بھی ہیں۔ جبکہ ایک سرمایہ دار پر خاص طور پر یہ سوچ سکتا ہے کہ اگر اشتراکیت معاشی وسیع المشرقی پر فوقیت حاصل کر لیتی ہے۔ تو تہذیب فنا ہوسکتی ہے۔ اس پر خاص طور پر اشتراکی رائے یہ ہوسکتی ہے کہ تہذیب کی بقاء ہی سرمایہ داری کے خاتمے اور اشتراکیت کی اس پر فوقیت ہے۔ دونوں اپنے اخلاقی نظریے پیش کرتے ہیں یعنی کہ بنی نوع انسان کے ساتھ کیا کیا ہونا چاہئے جو ان کے معاشی خیالات پر بالکلیہ منحصر ہوتے ہیں جس کا نتیجہ ان کے باہمی روابط کی بدنظمی کی صورت میں نکلتا ہے۔ (۳۰)

بالواسطہ اِسلامی حکومت کی فرضیت کی دلیل اشارۃ النص کے اعتبار سے:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ﴾ (۳۱)

''کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی اپنے مقدمے شیطان کے پاس لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ ان کو یہ حکم ہوا ہے کہ اس کو نہ مانیں۔''

اللہ کی زمین پر صحیح حکومت کون سی ہوگی اور کیوں؟

اس ذات کی زمین پر صحیح حکومت اور عدالت صرف اور صرف وہ ہے جو اس قانون کی بنیاد پر قائم ہو جو اس نے پیغمبروں کے ذریعے سے بھیجا ہے اور اس کا نام خلافت (اسلامی حکومت) ہے۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ﴾ (۳۲)

''اور ہم نے تمام پیغمبروں کو خاص اسی واسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خداوندی ان کی اطاعت کی جاوے۔''

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰئکَ اللّٰہُ﴾ (۳۳)

''بے شک ہم نے آپ کے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے واقع کے موافق تا کہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے موافق فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا ہے۔''

﴿وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَھُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَ ھُمْ وَاحْذَرْھُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْکَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکَ﴾ (۳۴)

''اور ہم (مکرر) حکم دیتے ہیں کہ آپ ان کے باہمی معاملات میں اس بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجئے اور ان کی خواہشوں پر عملدرآمد نہ کیجئے اور ان سے یعنی ان کی اس بات سے احتیاط رکھئے کہ وہ آپ کو خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کسی حکم سے بچلا دیں۔''

﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ﴾ (۳۵)

''یہ لوگ پھر کیا زمانہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں۔''

﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (۳۶)

''اے داؤد ہم نے تم کو زمین پر حاکم بنایا ہے سو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا اور آئندہ بھی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا (اگر ایسا کرو گے تو) وہ خدا کے رستہ سے تم کو بھٹکا دے گی۔

غیر اسلامی حکومتوں کے احکامات اور عدالتی فیصلوں کی حیثیت:

ہر وہ حکومت اور ہر وہ عدالت باغیانہ ہے جو خداوند عالم کی طرف سے اس کے پیغمبروں کے لائے ہوئے قانون کے بجائے کسی دوسری بنیاد پر قائم ہو، بلا لحاظ اس کے کہ تفصیلات میں ایسی حکومتوں اور عدالتوں کی نوعتیں باہم کتنی ہی مختلف ہوں۔ ان کے تمام افعال بے اصل، بے وزن اور باطل ہیں۔ ان کے حکم اور فیصلہ کے لیے سرے سے کوئی جائز بنیاد ہی نہیں ہے۔ حقیقی مالک الملک نے جب انہیں سلطان* (Charter) عطا ہی نہیں کیا تو وہ جائز حکومتیں اور عدالتیں کس طرح ہو سکتی ہیں؟ وہ تو جو کچھ کرتی ہیں خدا کے قانون کی رُو سے سب کا سب کالعدم ہے۔ اہل ایمان ان کے وجود کو بطور ایک خارجی واقعہ (Defecto) کے تسلیم کر سکتے ہیں۔ مگر بطور ایک جائز وسیلہ انتظام و فصل قضایا کے تسلیم نہیں کر سکتے۔ ان کا کام اپنے اصلی فرمانروا (اللہ) کے باغیوں کی اطاعت کرنا اور ان سے اپنے معاملات کا فیصلہ چاہنا نہیں ہے اور جو ایسا کریں۔ ادعائے اسلام و ایمان کے باوجود وفاداروں کے زمرہ سے خارج ہیں۔ یہ بات صریح عقل کے خلاف ہے کہ کوئی حکومت ایک گروہ کو باغی بھی قرار دے اور پھر اپنی رعایا پر اُن باغیوں کے اقتدار کو جائز بھی تسلیم کرے۔ (۳۷)

اسلامی طرزِ حکومت کے تقاضے:

اسلامی طرز حکومت کا نفاذ اگر چہ بظاہر مشکل نظر آتا ہے۔ لیکن بہر صورت ناممکن نہیں ہے۔ عہد جدید کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلامی نظام کی بنیادوں پر حکومت کا قیام کوئی مشکل بات نہیں اس کے لئے انقلابی قیادت اور انقلابی سوچ کی ضرورت ہے تاکہ سوسائٹی اسلام کے انقلابی نظریات کے مطابق پوری طرح تیار ہو، ایسی سوسائٹی کی تشکیل کیلئے خشت اول سے ابتداء کرنا ہوگی۔ اس غرض کے لئے ضروری ہے۔

(۱) حکمران عوام کے سامنے امور حکومت اور اپنے اعمال کے لئے پوری طرح ذمہ دار ہوں۔

(۲) تمام اختیارات مرکزی حکومت میں مرکوز نہ ہوں۔ بلکہ مکمل حکومت خود اختیاری، بنیادی بلدیاتی اداروں اور یونین کونسل کی طرح چھوٹے چھوٹے دیہی اداروں کو حاصل ہوں۔ کیونکہ اسلامی حکومت کی بنیاد یہی ہے کہ تمہارے حکمران تم میں سے ہوں۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (۳۸)

''اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں ان کا بھی۔''

اس نظام حکومت میں عوام ہی اپنے میں سے مجلس شوریٰ کا انتخاب کرتے ہیں اور حکمران ہی ان کے اپنوں میں سے ہوتے ہیں تو کیا یہ چیز تقاضا نہیں کرتی کہ اس کا حصول فرض اور ضروری ہے تاکہ فلاح تک پہنچا جا سکے۔(۳۹)

احادیث سے چند اور دلائل جو اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت سفر میں بھی امیر کے تقرر کو لازمی قرار دیا ہے۔ حضرت سیدنا ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إذا خرج ثلاثة فی سفر فليؤ مّروا أحدهم". (۴۰)

''جب سفر میں تین شخص ہوں تو ایک شخص کو چاہئے کہ اپنا امیر بنالیں۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذا كان ثلاثةً في سفرٍ فليومروا أحدهم قال نافع فقلنا لأبی سلمۃ فانت أميرنا". (۴۱)

''جب تین شخص سفر میں ہوں تو چاہئے کہ آپس میں ایک کو سردار ٹھہرالیں۔ نافع نے کہا ہم ابوسلمہ سے بولے۔ تم ہمارے امیر ہو۔''

جب تین آدمیوں کے اجتماع کی صورت میں امیر مقرر کرنا لازم ہے تو دین و دنیا کے اجتماعی امور اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی کے لئے جماعت کا قیام اور ایک امیر کا تقرر بطریق اولیٰ فرض ہوگا۔

چنانچہ ابن تیمیہ مندرجہ بالا احادیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فقد اوجب صلوٰۃ اللّٰہ و سلام علیه و علی آله تأمير الواحد فی الاجتماع القليل العارض فی السفر منها بدلک علی سائر انواع الاجتماع...... فاذاوجب فی اقل الجماعات واقصر الاجتماعات ان يولی احدهم كان هذا تنبيهاً علی وجوب ذالک فيما هو اكثر من ذلک". (۴۲)

''یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قلیل تعداد رکھنے والی) اجتماعیت جو سفر میں پیش آئے۔ میں امیر بنانے کو لازمی قرار دیتے ہوئے اجتماعیت کی تمام اقسام پر تنبیہ فرمائی ہے۔ جب چھوٹی سی جماعت اور انتہائی کم اجتماع میں کسی کو امیر بنانا واجب ہے تو اس سے بڑی اجتماعیت میں اس کے وجوب پر تنبیہ ہے۔''

اور خلفائے راشدین کے دور میں اللہ کا دین غالب ہوا۔

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ (۴۳)

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں۔ وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور

آپس میں مہربان ہیں۔''

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا﴾ (۴۴)

''آپ (ان سے) کہئے کہ کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارہ میں ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی کرائی محنت سب گئی گزری ہوئی اور وہ (بوجہ جہل کے) اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو رب کی آیتوں کا (یعنی کتب الٰہیہ کا) اور اس کے ملنے کا (یعنی قیامت کا) انکار کر رہے ہیں سو (اس لئے) ان کے سارے کام غارت ہو گئے تو قیامت کے روز ہم ان (کے نیک اعمال) کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے۔''

یعنی انسانی کوششوں کے فطری مقصود رضائے الٰہی سے ہٹ کر دوسرے مقاصد کی راہ میں صفر ہوئی اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم خوب کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے کام رب کے احکام ماننے سے انکار کیا اور اس کی ملاقات (یعنی اس کے سامنے حاضر ہو کر حساب) دینے کا عقیدہ قبول نہ کیا۔ اس لئے ان سب کے اعمال حبط ہو گئے اور قیامت کے روز ہم انہیں کوئی وزن نہ دیں گے۔

اسلامی حکومت نہ ہونے کے چند منفی عوارض:

ورلڈ بینک اور انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ سے ملک کو نکالنا۔ کیونکہ ان اداروں نے خاص کر مسلم قوموں کے گلے میں اقتصادی غلامی کا طوق ڈال رکھا ہے۔ اقتصادی غلامی کے پردے میں سیاسی، معاشی، ذہنی، اخلاقی، تہذیبی اور تمدنی غلامی بھی چلی آتی ہے۔ قومیں فکر صحیح سے محروم ہو جاتی ہیں۔

ورلڈ بینک اور انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ کا طریقہ واردات یہ ہوتا ہے کہ ترقی پذیر قوموں کے نئے نئے بے بصیرت قائدین کے ضمیر خرید لیتی ہیں۔ انہیں بھاری رشوتیں دے کر قرض لینے پر آمادہ کرتی ہیں اور قرض کی قسط اول ہی کے ساتھ اپنے (ماہرین) کو بڑی بڑی تنخواہیں دلوا کر بھیج دیتی ہیں اور قرض لینے والے (قائدین) کو رشوتوں کا لالچ دے کر قرض پر قرض دیتی چلی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ قرض لینے والا اسلامی ملک اقتصادی اور دوسری غلامی کی زنجیروں میں جکڑا جاتا ہے اور بے بس اور نڈھال ہو کر قرض دہندگان کے قدموں میں گر پڑا۔ قرض کا بڑا حصہ تو قرض دہندگان کے متعین/متعینہ ماہرین کی نذر ہو جاتا ہے اور باقی ماندہ ملک کے حکمران اور ان کے خوشامدی قرض کی صورت میں لے اڑتے ہیں۔ بالآخر قرض بھی معاف کروا لیتے ہیں اور یہ سارا روپیہ باہر منگوا کے بینکوں میں جمع کرا دیتے ہیں اور قرض سود کی ادائیگی کا سارا بوجھ غریب عوام پر ڈال دیتے ہیں اور اس غرض کے لئے عوام پر بھاری ٹیکس لگائے جاتے ہیں۔ جو ان کی کمر توڑ دیتے ہیں اور نیندیں حرام کر دیتے ہیں۔ اس عذاب سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے۔ مغرب کی اقتصادی غلامی کی زنجیروں کو کاٹ دینا ضروری ہے اور

کشکول توڑ دینا لازم ہے اور اس کا حل اسلامی حکومت ہے۔ کیا اب بھی اس کا وجود حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔(۴۵)

اس پر مزید بحث کو جاری رکھا جائے گا۔ ہم ذرا فطری طور پر ان نظاموں کا اسلامی نظام حکومت سے نظریاتی تقابل کا جائزہ لیتے ہیں۔

یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ہم عصرانہ سیاسی نظاموں میں سے کوئی وسیع المشرب نعثیت نہ اشمالیت، قومی اشتراکیت، معاشرتی جمہوریت علی ھذا القیاس اس قابل نہیں ہے کہ اس بدنظمی کو مشابہانہ نظام سے بدل دے۔ محض اس وجہ سے کہ ان میں سے کسی نے مطلق اخلاقی اصولوں کی روشنی میں سنجیدگی سے سیاسی و معاشی و معاشرتی مسائل کو سمجھنے کی سعی نہیں کی۔ اس کی بجائے ان میں سے ہر نظام صحیح اور غلط نظریہ کی بنیاد کسی حقیقت پر نہیں ہے۔ بلکہ چنیں و چناں حلقہ، گروپ یا قوم۔ دوسرے الفاظ میں لوگوں کے تغیر پذیر (اور درحقیقت مسلسل تغیر پذیر) مادی ترجیحات پر استوار کرتا ہے۔ اگر ہمیں یہ اعتراف ہی کرنا ہوتا کہ فطری اور انسانی اعمال کی پسندیدہ حالت ہے تو ہمیں اقرار کرنا پڑتا ہے کہ نتیجہ اصلاح صحیح اور غلط اپنے اجرائی جواز نہیں رکھتے بلکہ محض فسانے جو تقاضائے وقت اور معاشی، معاشرتی حالات کے تحت وضع کئے گئے ہیں۔ اس خیال کے منطقی تعاقب میں کسی کے لئے انتخاب کا جواز نہیں رہتا ہے۔ سوائے اس کے کہ انسانی زندگی کے اخلاقی پہلو سے انکار کر دے کیونکہ اگر اسے قطعی حقیقت تصور نہ کیا جائے تو شروع سے اخلاقی فرض کا مفہوم ہی بے معنی ہو جاتا ہے۔(۴۶)

اسوۂ رسول ﷺ کی روشنی میں اسلامی حکومت کے لئے کیسے حالات چاہئیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر قیادت جو جماعت وجود میں آئی۔ وہ فکری و نظریاتی، سیاسی، اقتصادی اور تہذیبی انقلاب لانے میں کامیاب رہی کیونکہ اس انقلاب کیلئے جتنے اونچے درجے کے باصلاحیت اور ذی استعداد رجال کار مطلوب تھے۔ وہ سب اس جماعت سے فراہم ہونے لگے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت غالب ہوئی اور اسلامی معاشرے اور ریاست کی تشکیل ہوئی تو معلوم ہوتا تھا کہ اس کے چلانے کے لئے پوری طرح تربیت یافتہ معلم، مدرس اور داعی بھی ہیں۔ قاضی اور جج بھی، گورنر اور حکام بھی۔ فوج اور اس کے سپہ سالار بھی، سفیر اور ترجمان بھی، سیاست دان اور حکمران بھی، غرض پوری جماعت تھی۔ جو معاشرے اور ریاستی نظام کی ہر ضرورت پوری کر سکتی تھی۔ کیا اسلام کو دنیا کا حکمران بنانا لازم نہیں؟ کیا اسلامی حکومت کا قیام ضروری نہیں؟ سوال ہے کہ کیوں ضروری اور کیسے ضروری ہے۔ اس کا جواب ان الفاظ میں تلاش کرتے ہیں۔

اسلام میں ایمان اور عقیدے کے بعد عبادات میں پہلا حکم نماز کا ہے۔ پھر مردوں کے لیے فرض نمازیں باجماعت ادا کرنا لازم کیا گیا ہے۔ جماعت کی شکل میں نماز ادا کرنا دراصل اس امر کی ایک علامت اور سبق ہے کہ اسلام تمام معاملات میں ایک طرح کا عمومی نظم اور جماعت چاہتا ہے۔ باجماعت نماز کی شکل میں ایک امیر ہوتا (یعنی امام) ہے۔ اس کی اقتدآء سے جماعت کی شکل میں اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ کسی کو بھی اقتدار کو کالعدم کرنے کی اجازت نہیں ہوتی تو اسلامی حکومت اور اس میں فرق کیا رہ جاتا ہے۔(۴۷)

مسلمانوں کی تاریخ میں جتنی بھی سنگین سزائیں ملی ہیں وہ سب باہمی تفرقے، انتشار اور فرقہ بندی کی پاداش میں ملی ہیں۔قرآن مجید نے اسے سنگین جرم قرار دیا ہے اور بار بار اس کے ہولناک نتائج سے متنبہ فرمایا۔

﴿وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ﴾ (۴۸)

''اور (ہم نے ان سب سے یہی کہا کہ) یہ ہے تمہارا طریقہ کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے اور (حاصل اس طریقہ کا یہ ہے کہ) میں تمہارا رب ہوں۔سو تم مجھ سے ڈرتے رہو۔''

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (۴۹)

''اور تم لوگ ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنھوں نے باہم تفریق کر لی اور باہم اختلاف کر لیا۔ان کے پاس احکام واضح پہنچنے کے بعد اور ان لوگوں کے لئے سزائے عظیم ہوگی۔''

نظام خلافت (اسلامی حکومت) اسی تفرقے کے باعث نظام ملوکیت میں تبدیل ہوا۔بنوامیہ کے تقریباً ایک سو سالہ اور بنوعباس کے تقریباً ساڑھے پانچ سو سالہ دورِ حکمرانی میں اسی جرم کا ارتکاب ہوتا رہا۔اسی سبب سے باہمی خونریزی کا شرمناک سلسلہ جاری رہا اور اسی کی پاداش میں منگولوں کے ہاتھوں مسلم ریاستوں کو تہہ و بالا کیا گیا اور بغداد کو خون میں نہلایا گیا۔عصر حاضر میں اسی تفرقہ کے باعث پاکستان دولخت ہوا اور مسجدوں اور امام باڑوں پر گولیاں چلائی گئیں اور ان کو خون آلودہ کر دیا گیا۔اسلامی نظام حکومت کے نفاذ کے لیے اس گناہ سے تائب ہونا ضروری ہے۔اس کے بغیر اسلامی حکومت کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔

عالمگیر اخوت کا خواب اسلامی حکومت کے بغیر پورا ہونا ممکن نہیں:

اسلامی اقدار کی تجدید اور نظام خلافت کی از سر نو تشکیل کیلئے عالمگیر اخوت ضروری ہے۔جو ہماری ملی استقامت اور سیاسی و ملی اقتدار کی محافظ ہے۔جس سے آج ہم محروم ہیں۔باہمی اخوت ملت اسلامیہ کے لئے ایٹمی توانائی کی حیثیت رکھتی ہے اور اقوام عالم میں سرفرازی کے لئے ضروری ہے۔رنگ و نسل، زبان اور قومیتوں کے بتوں کو توڑنے کی ضرورت ہے۔ مسالک کے فروعی اختلافات کی پھیلتی ہوئی آگ کو بجھانے اور مسلمانوں کے ضمیر میں ملت واحدۃ کی تعمیر کی ضرورت ہے اور ببانگ دہل اعلان کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم وسیع تر ملت ہیں۔(۵۰)

جونہی ہم قائل ہو جاتے ہیں کہ صحیح اور غلط یا بھلائی اور برائی کے متعلق ہمارے خیالات انسانوں کے وضع کئے ہوئے ہیں۔معاشرتی اور ماحولی رواج کے قابل تبدیل پیداوار ہیں۔ہم غالباً اپنے اعمال میں انہیں قابل اعتماد رہنما استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔کوئی قوم یا کمیونٹی مسرت سے اس وقت تک ہم کنار نہیں ہوسکتی جب تک یہ صحیح طور پر متحد نہ ہو اور کوئی قوم یا کمیونٹی اندر سے اس وقت تک صحیح طور پر متحد نہیں ہوسکتی۔جب تک یہ اس نکتہ پر متفق نہیں ہو جاتی کہ انسانوں کے اعمال میں کون سی شے غلط ہے اور ایسی یک جہتی اس وقت تک ممکن نہیں ہوسکتی ہے جب تک وہ قوم یا کمیونٹی مستقل حتمی قانون کے منبع کے اخلاقی

فرض پر متفق نہیں ہو جاتی۔ظاہر ہے کہ یہ اسلامی حکومت ہی ہو سکتی ہے۔ جو ایسا قانون مہیا کر سکتی ہے اور اس کے ساتھ اتفاق کی بنیاد کسی ایک گروپ میں اخلاقی ذمہ داری کی جو اس گروپ کے تمام اراکین پر لازم ہے۔(۵۱)

اسلامی حکومت کے بغیر انفرادی سطح پر بعض کام مثلاً عبادت و ریاضت، درس و تدریس، تربیت، تزکیہ و اصلاح، تعلیم و تعلم اور تصنیف و تالیف کے علاوہ کچھ نہ کچھ دعوت بھی ہو سکتی ہے۔لیکن انقلاب، اقامت دین اور غلبہ دین کی جدو جہد بغیر اسلامی حکومت کے ہرگز ممکن نہیں۔کسی بھی دعوت اور تحریک کے لئے حکومت کی بڑی اہمیت ہے۔اس لیے عقل کا تقاضا ہے کہ غلبہ دین کے لئے اسلامی حکومت کو اہم ہونا چاہئے۔اس حقیقت سے کوئی کم عقل ہی انکار کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مختلف لوگوں کو مختلف صلاحیتیں دی ہیں۔کسی کو گفتگو کرنے اور تقریر کرنے کی صلاحیت تو کسی کو تحریر، کسی کو بھاگ دوڑ کرنے کی، کسی کو قوت غور و فکر سے نوازا کسی کو جسمانی طاقت سے نوازہ کسی کو مالی وسعت عطا فرمائی۔اسی طرح کسی کو علوم دینیہ اور کسی کو علم دنیاوی و معلومات سے بہرہ ور کر دیا۔مختلف صلاحیتوں اور قوتوں سے مسلح اور منظّم افراد کے منظّم اور متحد ہو کر کام کرنے سے ہی کوئی جامع، ہمہ گیر اور نتیجہ خیز کام سرانجام دیا جا سکتا ہے اور انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے اور اس کی بہترین شکل اسلامی حکومت ہے۔دنیا میں غلط اور صحیح ہر طرح کے نظریات سامنے آتے رہتے ہیں ان میں سے بعض نظریات نے بڑے زبردست انقلابات پیدا کیے ہیں لیکن پوری انسانی تاریخ میں کوئی ایسا انقلاب نہیں جو غیر منظّم اور منتشر افراد کی کوششوں سے آیا ہو۔اس کے برخلاف بہترین صورت اسلامی حکومت ہے۔اسلئے جس قدر اسلام جماعتی نظم اور تعاون کی اپیل کرتا ہے۔اتنا کوئی اور دین نہیں کرتا۔لہٰذا ثابت ہوا کہ کسی بھی انقلاب، تبدیلی اور نظریہ کی ترویج کے لیے اسلامی حکومت سے بڑھ کر اور کوئی دوسری صورتِ ضرورت کا رخ اختیار نہیں کرتی۔کیونکہ اللہ کی زمین پر اللہ کا فرمان اس کا نفاذ یہ نصب العین ہے جو جماعتی شکل سے ہوتا ہوا اسلامی حکومت میں اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔اگر کسی دعوت کے پیچھے مضبوط جماعت اور تنظیم (اسلامی حکومت) نہ ہو تو اس کی آواز غیر موثر ہو جاتی ہے۔بلکہ فضا میں تحلیل ہو جاتی ہے اور مروجہ خیالات و افکار معاشرے میں تبدیلی لائے بغیر ختم ہو جاتے ہیں۔چنانچہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ غلط نظریات کو بھی اگر پھیلانے اور عام کرنے کی منظّم کوشش کی جائے تو کامیاب ہو جاتے ہیں اور صحیح فکر بھی بعض اوقات اس وجہ سے غالب نہیں ہو پاتی کہ اس کو اچھی حکومت (نظم) میسر نہیں آئی۔(۵۲)

اتباع کے واسطے سے اسلامی حکومت کی فرضیت:

﴿وَتِلْکَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ﴾ (۵۳)

''اور یہ قوم عاد تھی جنہوں نے اپنے رب کی آیات کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کا کہنا نہ مانا اور تمام تر ایسے لوگوں کے کہنے پر چلتے رہے جو ظالم (اور) ضدی تھے۔''

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ﴾ (۵۴)

''اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو (بھی) اپنے معجزات اور دلیل روشن دے کر بھیجا۔''

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰئهُ وَكَانَ اَمْرُهُ فُرُطًا﴾ (۵۵)

''اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانئے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا (یہ) حال حد سے گزر گیا ہے۔''

اسوہ مبارکہ ﷺ سے روشنی اسلامی حکومت (خلافت) کے بارے میں:

حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''انما الامام جنة یقاتلُ من ور آئهٖ ویتقٰی بهٖ'' (۵۶)

''بے شک خلیفہ ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے۔''

حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیآءُ کلما هلک نبیٌّ خلفهٗ نبیٌّ وانهٗ لانبی بعدی وستکونُ خلفاءُ فتکثُرُ قالوا: فما تامرنا قال: فوابیعةِ الاول فالاوَّلِ واعطُوْهُمْ حقهم فان اللّٰه سائلهُمْ عمَّا استرعاهم.'' (۵۷)

''بنی اسرائیل کی حکومت پیغمبر کیا کرتے تھے جب ایک پیغمبر مرتا تو دوسرا پیغمبر اس کی جگہ ہو جاتا۔ میرے بعد تو کوئی پیغمبر نہیں ہے بلکہ خلیفہ ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کیا، پھر آپ ﷺ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس سے پہلے بیعت کرلو۔ اسی کی بیعت پوری کرو اور ان کا حق ادا کرو، اللہ تعالیٰ ان سے پوچھ لے گا جو اس نے ان کو دیا ہے۔''

اور مسلم میں ہی ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ:

''من کرهَ منْ امیرهٖ شیئًا فلیصبر علیهِ فانَّهٗ لیس احدٌ منَ الناسِ یخرجُ من السلطانِ شئبرًا فمات علیهِ الَّا ماتَ میتةً جاهلیةً. (۵۸)

''جو شخص اپنے حاکم سے بری بات دیکھے وہ صبر کرے کیونکہ جو کوئی بادشاہ سے بالشت بھر جدا ہو پھر مرے اسی حالت میں۔ اس کی موت جاہلیت کی سی موت ہوگی۔''

ان احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ ماڈل ہے یعنی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام (اسلامی حکمران) کو ڈھال کہنا۔ حکمران کی موجودگی کے فوائد بتاتا ہے۔ چنانچہ یہ طلب ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کسی چیز کی خبر اگر مذمت کے طور پر بیان کی گئی ہو تو اسے ترک کرنا مطلوب ہوتا ہے یعنی وہ نہیں ہوتی ہے اور اگر اس میں مدح یعنی تعریف پائی جاوے تو اس کا عمل مطلوب ہوتا ہے۔ پس اگر کوئی فعل مطلوب بھی ہوا اور اس پر کسی حکم شرعی کے قیام کا دارومدار بھی ہو اور اس فعل کو نہ کرنے کی صورت میں حکم شرعی ضائع ہو جائے گا۔ تو یہ طلب طلب قطعی ہوگی۔ ان احادیث میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خلفآء مسلمانوں کے امور کی دیکھ بھال کریں۔ جس کا

مطلب ہے کہ ان کا قیام مطلوب ہے۔ان احادیث میں یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے لئے سلطان (شرعی اختیار کا حامل شخص) سے علیحدگی اختیار کرنا حرام ہے۔ جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے اپنے لئے ایک ایسے سلطان کو مقرر کرنا واجب ہے جو ان پر اسلام نافذ کرے۔علاوہ ازیں رسول نے خلفآء کی اطاعت اور ان کی خلافت میں تنازع کرنے والوں سے قتال کا حکم دیا ہے۔خلیفہ مقرر کرنا اور اس کی خلافت سے تنازع کرنے والوں کے خلاف جنگ کے ذریعے اس کی حفاظت کرنا فرض ہے۔(۵۹)

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وَمَنْ بـايعَ امامًا فاعطاه صفقةَ يدِهٖ وثمرةً قلبهٖ فليطعهٗ ان استطاع فانْ جآء اٰخرُ يُنَازِعُهٗ فاضربوا عُنُقَ الاٰخَرِ .'' (۲۰)

''جو شخص کسی امام سے بیعت کرے اور اس کو اپنا ہاتھ دے دے اور دل سے نیت کرے۔اس کی تابعداری کی تو اس کی اطاعت کرے اگر طاقت ہو۔آئے اب اگر دوسرا امام اس سے لڑنے کو آئے تو (اس کو منع کرو اگر نہ مانے بغیر لڑائی کے تو) اس کی گردن مارو۔''

چنانچہ امام کی اطاعت کا حکم اس کے تقرر کا حکم ہے اور کیا امام بغیر حکومت کے ہوگا؟ اس کی تقرری تو اسلامی حکومت کا دوسرا نام ہے اور اس کے ساتھ تنازع کرنے والے سے جنگ کا حکم اس بات کا واضح قرینہ (اشارہ) کہ ایک خلیفہ کے وجود کو برقرار رکھنے کا حکم ایک قطعی حکم ہے۔(۶۱)

اسلام میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی تنفیذ کیلئے خلیفہ کی اصل ذمہ داری یہی ہے کہ وہ ان کی تنفیذ کے لئے اپنی جان لڑا دے۔اگر چہ ایک شخص بھی اس کا ساتھ نہ دے۔جمہور کے مشورے کا وہ پابند مصلحتی اور اجتہادی امور میں ہے، نہ کہ شریعت کی قطعیات میں۔(۶۲)

جاگیرداری نظام کا خاتمہ:

اس میں مفت خوروں کی طبقاتی برتری کو ختم کرنا بھی شامل ہے۔جنہوں نے نوع انسانی کو اللہ تعالیٰ کے بخشے ہوئے مفت عطیات پر قبضہ کر رکھا ہے۔ پانی' ہوا' سورج کی روشنی اور کھلی فضائیں قدرت کے مفت عطیات ہیں۔اس طرح زمین بھی ساری نوع انسانی کی پرورش اور اس کی کفالت کیلئے مفت عطیہ ہے۔اللہ کا فرمان ہے۔یہ سب نعمتیں سب کے لئے ہیں۔ان کے دروازے کسی پر بند نہیں۔اب اس پر عمل درآمد کون کروائے گا کیونکہ ظاہر ہے یہ ایک اسلامی نقطہ نظر ہے جس پر عمل درآمد کو کسی صحیح اسلامی حکمران ہی کروا سکتا ہے تو اس اعتبار سے بھی اسلامی حکومت کا وجود فرض بنتا ہے۔(۶۳)

تسخیر فطرت کے دلائل سے اسلامی حکومت کی فرضیت پر استدلال:

تسخیر فطرت اور تسخیر کائنات نوع انسانی کے عزم وحوصلے کے لئے اسلام کا ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ﴾ (۶۴)

''اور (اے مخاطب) کیا تجھ کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے کام میں لگا رکھا ہے زمین کو۔''

اسی طرح سے ہے کہ:

﴿وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾ (۶۵)

''اور (اسی طرح) جتنی چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جتنی چیزیں زمین میں ہیں، ان سب کو اپنی طرف مسخر بنالیا۔''

﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمْرِهٖ﴾ (۶۶)

''اور اس نے تمہارے لئے رات اور دن اور سورج اور چاند کو (اپنا) مسخر (قدرت) بنایا اور ستارے (بھی) اس کے حکم سے مسخر ہیں۔''

یہ ہے چیلنج کہ یہ زمین اور ان کے درمیان جتنی چیزیں ہیں۔ پوری طرح تمہارے لئے مسخر ہیں اور اگر تمہارے اندر حوصلہ ہے اور تم ذہانت، محنت اور بصیرت سے کام لینا چاہو تو تم اس کائنات کے مظاہر پر حکمران ہو سکتے ہو اور انسان اور اللہ کی مخلوق کے فائدے کے لیے ان کو استعمال کر سکتے ہو۔ اگر ایسا کرو گے تو ایک ایک ذرہ سے بھی حیرت انگیز کام لے سکو گے۔ تمام عناصر پر تمہاری حکومت قائم ہو سکے گی۔ تمہارا علم تمہارے تحفظ اور ارتقاء کا ضامن ہوگا اور تم صحیح معنوں میں اس زمین پر اللہ کی خلافت کے حقدار ہو جاؤ گے۔

دراصل قرآن بار بار عقلیت پر زور دیتا ہے اور تفکر و تدبر کا مطالبہ کرتا ہے۔ افلا تعقلون...... افلا یتربرون اور اولم یتفکرو ......عقل سے کام کیوں نہیں لیتے، تدبر کیوں نہیں کرتے۔ اس کی دعوت تسخیر فطرت کا یہ خصوصی انداز ہے۔ اس پر قرآن نے بہت زور دیا ہے اور بڑی تنبیہ کی ہے:

﴿اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ لا وَّاَنْ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ﴾ (۶۷)

''اور کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا، آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور (نیز) دوسری چیزوں میں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور اس بات میں (بھی غور نہیں کیا) کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب ہی آ پہنچی ہو۔''

جدوجہد نہ کرنے کی سزا قوموں کی موت ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے اپنے عروج کے دور میں اس چیلنج کو قبول کیا اور علم سائنس کی بنیاد رکھ دی اور مسلم سائنسدانوں نے گلیلیو اور آئن سٹائن اور نیوٹن کی تحقیق کے لئے اساس فراہم کر دی اور آج مغرب جو سائنسی ترقی کر رہا ہے۔ آفاق اور فطرت کی طاقتوں پر حکمران ہوتا جا رہا ہے۔ وہ ان ہی مسلم سائنسدانوں کی تحقیق کا نتیجہ ہے۔ جنہوں نے تسخیر فطرت کے چیلنج کو قبول کیا۔ لیکن بعد میں یونانی دیومالائی فلسفہ کے زیر اثر ہماری سائنسی سرگرمیاں ماند پڑ گئیں۔ ہماری تجربہ گاہیں بند ہو گئیں۔ ہم خانقاہوں میں منتقل ہو گئے۔ ہم نے تسبیحیں پکڑ لیں اور تسخیر فطرت کے چیلنج

سے منہ موڑ لیا۔ہم مغرب کے محکوم اور غلام بن گئے۔

سائنسی تحقیق اور ترقی کو عام کرنے کے لیے عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔فرقہ واریت کا ماحول ختم کرنے کے ساتھ ساتھ محققین کی حوصلہ افزائی بھی کرنا ہوگی تاکہ ملت اِسلامیہ میں زندگی بسر کرنے والوں کے اندر ایک علمی ماحول پیدا ہوں یہ تمام کام بلاشبہ حکومتی توجہ کے بغیر ممکن نہیں۔ ماضی کی تاریخ اِس بات پر شاہد ہے کہ ایسے اقدامات کرنے سے مسلم معاشرے میں امن وترقی کا ماحول پیدا ہوا۔

اسلامی حکومت کے قیام کی ضرورت آثار صحابہؓ اور آئمہ مجتہدینؒ کے اقوال کی روشنی میں:

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے اقوال کی روشنی میں اسلامی حکومت کے قیام کی ضرورت:

۱:۔ حکمران کو سب سے زیادہ حساب دینا ہوگا،اس کو سب سے زیادہ عذاب کا خطرہ ہوگا۔حکمران کا وجود حکومت کے بغیر ناممکن ہے اور حساب وکتاب، جزا وسزا وعذاب، یہ عقیدہ اسلامی ہے۔اگران دونوں کو ملایا جائے تو خود بخود یہ بات مترشح (واضح) ہوتی ہے کہ اسلامی حکومت کا قیام کس قدر ضروری ہے۔(۶۸)

۲:۔ علامہ جریر طبریؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا کہ:

''جو حاکم اللہ کی کتاب کے احکام کے مطابق کام نہ کرے۔اس پر اللہ کی لعنت''۔(۶۹)

کتاب اللہ تو یہ قرآن مقدس ہوا اور احکام سے مراد حکومتی امور ہیں اور کیا لعنت سے بچنا ضروری نہیں تو اصل میں اسلامی حکمران کے لئے وارننگ ہے تو خود بخود اسلامی حکومت کا قیام ضروری قرار پاتا ہے۔

۳:۔ اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تو تم میری اطاعت کرنا۔

اب کیا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت فرض نہیں اور اپنی اطاعت کے لئے اسے شرط قرار دینا تو کیا یہ اسلامی حکومت کے قیام کی شرط بنتا ہے یعنی حکمران اگر صالح ہوگا تبھی تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہوگی تو یہ بالواسطہ طور پر قیام حکومت اسلامی کی ضرورت کی طرف اشارہ ہے۔(۷۰)

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے اقوال:

''لومات شاة علی شط الفرات ان اللّٰہ تعالیٰ سائلٌ عنها یوم القیامة''.(۷۱)

''دریائے فرات کے کنارے بکری کا ایک بچہ بھی ضائع ہو جائے تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ اللہ مجھ سے روز قیامت باز پرس کرے گا۔''

امام طبریؒ حضرت عمرؓ کا قول نقل کرتے ہیں:

''من خزج و علی الناس إمام واللّٰہ ماقال عادل یشق عصاهم ویفرق جماعتهم''(۷۲)

''جو شخص مسلمانوں کے مشورے کے بغیر امارت کی کوشش کرے اور اقتدار پر جھپٹے اسے قتل کردو۔''

یعنی جو اسلامی نظام حکومت کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں اسے ختم کر دیا جائے۔تو اس سے کس قدر واضح ہے کہ اسلامی

حکومت کا قیام ضروری ہے۔

امام ابو یوسفؒ ''کتاب الخراج''میں بیان کرتے ہیں:

''اطیعونی مأاطعت اللّٰہ ورسولہ فاذا عصیت اللّٰہ ورسولہ فلا طاعۃ لی علیکم''. (۷۳)

''جب میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تو میری بات مانو تو جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں۔''

یعنی حکومت میں اسلام کی پیروی کرنا ہے نہ کہ عمر کی۔ یہ بات حکومت اسلام کے قیام کے لئے کس قدر واضح ہے۔

علامہ طبریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ:

''من خزج و علی الناس إمام واللّٰہ ما قال عادل یشق عصاھم ویفرق جماعتھم'' (۷۴)

''جو شخص مسلمانوں کے مشورے بغیر اپنی یا کسی اور شخص کی امارت کے لئے سعی کرے۔ اسے قتل کر دیا جائے''۔

یعنی اسلامی حکومت کے برقرار رکھنے کے لئے مسلمان کا قتل بھی جائز ہے تو کیا اسلامی حکومت کے قیام کی طرف کس قدر واضح ایماء ہے۔

جہاں تک اجماع صحابہ کی بات ہے تو تمام صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے پیش رو یعنی (خلیفہ) مقرر کرنے کی ضرورت پر اجماع کیا۔ پھر وہ ابوبکرؓ کے انتقال کے بعد حضرت عمرؓ اور ان کے بعد حضرت سیدنا عثمانؓ اور حضرت عثمانؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کے خلیفہ بننے پر متفق ہوئے۔ خلیفہ کے تقرر پر اجماع صحابہ کی تاکید اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ آپ کی وفات کے بعد آپؐ کے خلیفہ کے تقرر میں مصروف ہو گئے اور انہوں نے آپ کی تدفین میں تاخیر کے باوجود یکہ وفات کے بعد میت کو دفن کرنا فرض ہے اور جن لوگوں پر اس میت کی تدفین فرض ہے۔ ان کا تدفین سے پہلے کسی اور کام میں مشغول ہو جانا حرام ہے۔ چنانچہ جن صحابہ نے آپ کی تدفین کرنی تھی ان میں سے تو بعض خلیفہ کے تقرر میں مشغول ہو گئے۔ جبکہ دیگر صحابہ نے اس مشغولیت پر سکوت اختیار کیا اور وہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین میں دوراتوں کی تاخیر میں شریک تھے تو یہ میت کو چھوڑ کر خلیفہ کے تقرر میں مصرف رہنے پر اجماع تھا۔ یہ جائز نہیں ہوسکتا جب تک خلیفہ کا تقرر میت کی تدفین سے اہم نہ ہو یعنی فرض نہ ہو۔ اسی طرح تمام صحابہ نے اپنی پوری زندگی کے دوران خلیفہ کے تقرر کی فرضیت پر اجماع کیا ہے۔ اس بارے میں تو اختلاف ہوا کہ خلیفہ کیسے بنایا جائے لیکن نہ تو رسول اللہ ﷺ کے وصال کے موقع پر اور نہ ہی خلفائے راشدین میں سے کسی خلیفہ کی وفات کے وقت اس بات پر کبھی کوئی اختلاف ہوا کہ خلافت فرض ہے کہ نہیں۔ چنانچہ خلیفہ کے تقرر پر اجماع صحابہ ایک واضح اور مضبوط دلیل ہے۔ (۷۵)

اسلامی حکومت کا مظہر اور جز و لازم شورائیت دور صحابہؓ میں:

چنانچہ اسی اصول پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ نے نظام خلافت کی بنیاد رکھی جس میں خلیفہ کے انتخاب میں بھی

جمہور مسلمین کے مشورہ کی شرط لازمی ٹھہری۔ کسی لازم کے لئے شرط وہ بھی لازم ہوتی ہے جس کے بغیر فرض پورا نہ ہو وہ بھی فرض ہوتی ہے۔(۷۶)

حضرت عمرؓ کے دور میں تمام سیاسی و اختلافی امور میں شوریٰ کا جو اہتمام رہا۔ اس کا تذکرہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:

"کان سیرة عمرؓ انه کان یشاور الصحابة ویناظرهم حتی تنکشف الغمة وتاتیه الثلج فصار غالب قضایاه وفتاواه متبعة فی مشارق الارض ومغاربها." (۷۷)

"حضرت عمرؓ کا طریقہ یہ تھا کہ وہ معاملات میں صحابہؓ سے مشورہ کرتے اور ان سے بحث کرتے۔ یہاں تک کہ الجھن دُور ہو جاتی اور دل پوری طرح مطمئن ہو جاتا۔ یہ اسی کا اثر ہے کہ ان کے فیصلے اور فتوے تمام مشرق ومغرب میں معمول بہ بنے۔"

اسلامی حکومت کی فرضیت کے بارے میں فقہائے اسلام کے اقوال:

قرآن کریم کی پانچ آیات اور تیس روایات سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلامی حکومت کا قیام واجب ہے۔ اگر مسلمانوں کا کوئی سیاسی قائد موجود نہ ہو تو اُس کا تقرر ان پر شرعاً فرض ہے۔ ورنہ وہ عنداللہ ماخوذ ہوں گے۔ فقہاء اسلام نے انہی آیات واحادیث کی بنا پر (نصب امام) یعنی اسلامی حکومت کے قیام اور تقرر خلیفہ کو واجب کہا ہے۔ بطور نمونہ چند فقہاء کے اقوال درج ذیل ہیں۔

۱:۔ امام ابوالحسن الماوردی الشافعیؒ المتوفی ۴۵۰ھ فرماتے ہیں:

"وعقد الامامة لمن یقوم بها فی الامة واجبٌ بالاجماع". (۷۸)

"ریاست کی سربراہی کے لیے اُس شخص کا تقرر جو یہ فرض انجام دے سکتا ہو بالاجماع واجب ہے۔"

۲:۔ امام عبدالقاہر البغدادیؒ المتوفی ۴۲۹ھ فرماتے ہیں:

"فقال جمهور اصحابنا من المتکلمین والفقهاء من الشیعة والخوارج واکثر المعتزلة بوجوب الامامة وانها فرض وواجبٌ". (۷۹)

"ہمارے اساتذہ میں سے جمہورِ علماء علم العقائد اور فقہاء نے، اسی طرح شیعہ، خوارِج اور کثیر معتزلہ نے بھی کہا ہے کہ اسلامی حکومت کا قیام فرض اور واجب ہے۔"

۳:۔ علامہ ابن حزم المتوفی ۴۵۶ھ اپنی کتاب "المحلی" میں فرماتے ہیں:

"ولایجوز التردُّد بعد موت الامام فی اختیار الامام اکثر من ثلاثٍ". (۸۰)

''حکمران کی موت کے بعد دوسرے حکمران کے انتخاب میں تین دن سے زیادہ دیر کرنا جائز نہیں ہے۔''

۴:۔علامہ ابوالشکور السالمیؒ فرماتے ہیں:

''ان الخلافة ثابتةٌ والامارة قائمةٌ مشروعة واجبةٌ على الناس ان يرون على انفسهم امامًا بدليل الكتاب والسنة والاجماع''. (۸۱)

''خلافت اور امارت شریعت میں ثابت ہے اور لوگوں پر واجب ہے کہ اپنے اوپر ایک امام کو حکمرانی کرتا ہوا دیکھیں اس کی دلیل قرآن وسنت اور اجماع امت ہے۔''

۵:۔شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ المتوفی ۷۲۸ھ کے بقول:

''ان ولاية امر الناس من اعظم واجبات الدين بل لا قيام للدين الابها''. (۸۲)

''حکومت اسلامیہ دین کا بلند ترین فرض اور واجب ہے بلکہ اس کے بغیر دین قائم ہی نہیں ہوسکتا۔''

۶:۔علامہ ابن الہمام حنفیؒ المتوفی ۶۸۱ھ فرماتے ہیں:

''ونصب الامام واجبٌ سَمْعًا. (۸۳)

''سربراہ ریاست کا تقرر شرعاً واجب ہے۔''

۷:۔شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے نزدیک:

''واجب بالكفايه است برمسلمين الىٰ يوم القيمة نصب خليفه مستجمع شرائط''(۸۴)

''قیامت تک مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے کہ ایسے خلیفہ کا تقرر کریں جس کے اندر خلافت کی شرائط موجود ہوں''۔

اسلامی حکومت کا عدم یعنی طاغوت کا وجود مفہوم سلف صالحین کی نظر میں:

حضرت عمر فاروقؓ، عامر شعبیؒ، قتادہؒ، ضحاکؒ اور سُدِّی نے کہا کہ طاغوت سے مراد شیطان ہے۔(۸۵)

امام راغب اصفہانیؒ کے نزدیک:

''الشيطان اسمٌ لِكل عارمٍ من الجن والانس والحيوانات''.(۸۶)

''یعنی شیطان ہر بدمزاج اور سرکش کا نام ہے خواہ انسان ہو یا جن ہو یا جانور ہو۔''

ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے:

''اماشياطينهم فهم رُؤُسُهُم فى الكفر وقال قتادة قادتهم فى الشر''. (۸۷)

''منافقین کے شیطانوں سے مراد کفر اور برائی کی قیادت کرنے والے انسان ہیں''۔

قرآن کریم میں غالباً ۸۸ مقامات پر لفظ شیطان کا ذکر ہوا ہے۔ان میں سے کم از کم ۴ آیات میں صریحی طور پر انسان کو شیطان کہا گیا ہے۔البقرۃ ۱۴، آل عمران ۱۷۵، انعام ۱۱۲، الناس ۶۔جن صحابہؓ اور تابعینؒ نے طاغوت کے معنی شیطان بیان کئے ہیں۔ان کا مقصد عام ہے کہ جو جن یا انسان لوگوں کو گمراہ کرتا ہو اور کفر وشرک کی قیادت وسر براہی کرتا ہو وہ طاغوت ہے۔(۸۸)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازیؒ المتوفی ۶۰۶ھ فرماتے ہیں:

''سورۃ النساء کی آیت ۵۱ میں حُيی بن اخطب اور کعب بن اشرف کو جِبت اور طاغوت کہا گیا ہے۔یہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔اس لئے کہ یہ دونوں لوگوں کو دین سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے تھے''۔(۸۹)

امام مجاہدؒ کا ایک قول ہے:

''**الطاغوت الشیطان فی صورة انسانٍ یتحاکمون الیه وهو صاحب امرهم**''. (۹۰)

''طاغوت انسان کی شکل میں شیطان ہوتا ہے جس کے پاس لوگ اپنے معاملات فیصلہ کرنے کے لئے لے جاتے ہیں اور وہ ان کا حاکم اور قاضی ہوتا ہے''۔

ابن جریر طبریؒ فرماتے ہیں:

''صحیح بات یہ ہے کہ طاغوت اللہ کے مقابلے میں ہر سرکشی کرنے والے کو کہا جاتا ہے جس کی اللہ کے سوا بندگی کی جاتی ہو۔خواہ اس نے جبراً لوگوں کو اپنا تابعدار بنا لیا ہو یا پھر لوگوں نے برضاً ورغبت اس کی پوجا اور بندگی شروع کر دی ہو۔انسان ہو شیطان ہو، بت ہو یا کوئی اور چیز ہو''۔(۹۱)

قرآن وسنت اور آثار صحابہ کے اقوال سے اسلامی حکومت کے قیام کے لئے ہر فرد کو (اصول وضوابط) میں رہ کر جدوجہد کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کا قانون ہی زیادہ بہتر فوائد وثمرات دے سکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سورۃ البقرہ، ۲:۳۰

۲ قرطبی، حافظ ابوعمر یوسف ابن عبدالبرالنمر ی، الجامع لاحکام القرآن، جلد۱، بیروت: داراحیاء التراث العربي، ص۲۶۴

۳۔ محمد غضنفر، اصول دین، لاہور: مرکز دعوۃ اسلامیہ، ۱۹۷۹ء، ص۲۷۲

۴۔ تفتازانی، مسعود بن عمر، شرح المقاصد في علم الکلام، لاہور، دار المعارف النعمانیۃ، ۱۴۰۱ھ، ۱۵۲/۲

۵۔ ابن تیمیہؒ، تقی الدین ابوالعباس احمد، مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ، بیروت، دارالمعرفۃ، ۱۳۸۹ھ، ۳۹۰/۲۷

۶۔ مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج قشیری، صحیح مسلم، ۱۴۸۲/۳

۷۔ ایضاً، ۱۴۷۸/۳

۸۔ ابوحنیفہؒ، نعمان بن ثابت (المنسوب)، شرح الفقہ الاکبر، مصر، دارالبشائرہ، ۱۴۳۹ھ، ص ۱۴۶

۹۔ الماوردی، ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب، الاحکام السلطانیہ، ۵/۲

۱۰۔ ابن حزم، ابومحمد علی بن حزم ظاہری، الفصل بین الملل والنحل، بیروت: منشورات دارالافاق الجدید، ۱۹۸۰ء، ۸۷/۴

۱۱۔ اقبال، محمد زاہد، عصر حاضر میں غلبہ دین کا نبوی طریقہ کار، لاہور، ادارہ نشریات محمود حسن، ۲۰۰۸ء، ص ۴۵۸

۱۲۔ امام الحرمین، غیاث الامم، بیروت، مکتبہ الاسرۃ، ۱۴۲۸ھ، ص ۳۵۹

۱۳۔ مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج قشیری، صحیح مسلم،

۱۴۔ ابوداود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، ۳۴۴/۳، ۱۴۸۱/۳

۱۵۔ البغوری، محی السنۃ الحسین بن مسعود الفراء، مصابیح السنۃ، ۱۲/۳

۱۶۔ مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج قشیری، صحیح مسلم، ۱۴۰۶/۳

۱۷۔ ایضاً، ۱۴۸۱/۳

۱۸۔ سورۃ النحل، ۱۶:۱۱۶ ۱۹ سورۃ الاعراف، ۷:۳

۲۰۔ سورۃ المآئدہ، ۵:۴۴ ۲۱ سورۃ النسآء، ۴:۶۰

۲۲۔ محمد اسد، (عبدالرحمٰن) (مترجم) اسلامی اصول ریاست اور حکومت، کراچی: اشرف آباد عالمگیر روڈ، ص ۱۰

۲۳۔ اقبال، محمد زاہد، عصر حاضر میں غلبہ دین کا نبوی طریقہ کار، ص ۴۶۷

۲۴۔ سورۃ آل عمران، ۳:۱۰۴

۲۵۔ جوزی، جمال الدین عبدالرحمٰن، زاد المیسر فی علم التفسیر، ۲۲۹/۱

۲۶۔ قرطبی، حافظ ابوعمر یوسف ابن عبدالبرالنمر ی، الجامع لاحکام القرآن، ۳۱/۳

۲۷۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، محدث، فتح الرحمان، بیروت، دارالنور، ۱۴۰۶ھ، ص ۳۲

۲۸۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء

۲۹۔ اقبال، محمد زاہد، عصر حاضر میں غلبہ دین کا نبوی طریقہ کار، ص ۴۶۸، ۲۵/۲

۳۰۔ محمد اسد، (عبدالرحمٰن) (مترجم) اسلامی اصول ریاست اور حکومت، ص ۱۱، ۱۰

۳۱۔ سورۃ النسآء، ۴:۶۰
۳۲۔ سورۃ النسآء، ۴:۶۴
۳۳۔ سورۃ النسآء، ۴:۱۰۵
۳۴۔ سورۃ المآئدہ، ۵:۴۹
۳۵۔ سورۃ المآئدہ، ۵:۵۰
۳۶۔ سورۃ ص، ۳۸:۲۶
* چارٹر سے یہاں مراد صرف وحی کی پیروی کرنا ہے
۱۳۷۔ مودودیؒ، سید ابوالاعلیٰ، اسلامی ریاست، ص ۵۳
۳۸۔ سورۃ النسآء ۴:۵۹
۳۹۔ رضوی، سید واجد، احسن طرز حکمرانی، لاہور، مقبول اکیڈمی، ۲۰۰۳ھ، ص ۱۸۲، ۱۸۱
۴۰۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، ۸۱/۳
۴۱۔ ایضا، ۸۱/۳
۴۲۔ ابن تیمیہؒ، تقی الدین ابوالعباس احمد، السیاسۃ الشرعیۃ، ص ۱۶۱
۴۳۔ سورۃ الفتح، ۴۸:۲۹
۴۴۔ سورۃ الکہف، ۱۸:۱۰۵۔۱۰۳
۴۵۔ رضوی، سید واجد، احسن طرز حکمرانی، ص ۱۸۴
۴۶۔ محمد اسد، (عبدالرحمٰن) (مترجم) اسلامی اصول ریاست اور حکومت، ص ۱۲، ۱۱
۴۷۔ اقبال، محمد زاہد، عصر حاضر میں غلبہ دین کا نبوی طریقہ کار، ص ۷۱
۴۸۔ سورۃ المومنون، ۲۳:۵۲
۴۹۔ سورۃ آل عمران، ۳:۱۰۵
۵۰۔ رضوی، سید واجد، احسن طرز حکمرانی، ص ۱۸۷۔۱۸۶
۵۱۔ محمد اسد، (عبدالرحمٰن) (مترجم) اسلامی اصول ریاست اور حکومت، ص ۱۳، ۱۲
۵۲۔ اقبال، محمد زاہد، عصر حاضر میں غلبہ دین کا نبوی طریقہ کار، ص ۷۳۔۷۲
۵۳۔ سورۃ ھود، ۱۱:۵۹
۵۴۔ سورۃ ھود، ۱۱:۹۶
۵۵۔ سورۃ الکہف، ۱۸:۲۸
۵۶۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، ۱۴۵۴/۳
۵۷۔ ایضاً، ۱۴۶۵/۳
۵۸۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، ۱۴۷۲/۳
۵۹۔ انصاری، حامد، مولانا، اسلام کا نظام حکومت، ص ۴۶
۶۰۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، ۱۴۷۲/۳
۶۱۔ انصاری، حامد، مولانا، اسلام کا نظام حکومت، ص ۴۷
۶۲۔ اصلاحی، امین احسن، مولانا، اسلامی ریاست، ص ۳۷
۶۳۔ رضوی، سید واجد، احسن طرز حکمرانی، ص ۱۸۸
۶۴۔ سورۃ الحج، ۲۲:۶۵
۶۵۔ سورۃ الجاثیۃ، ۴۵:۱۳
۶۶۔ سورۃ النحل، ۱۶:۱۲
۶۷۔ سورۃ الاعراف، ۷:۱۸۵
۶۸۔ رضوی، سید واجد، احسن طرز حکمرانی، ص ۴۱
۶۹۔ طبری، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد، تاریخ الامم والملوک، ۲۶۰/۲

۷۰۔ رضوی، سید واجد، احسن طرز حکمرانی، ص ۴۱

۷۱۔ طبری، ابوجعفر محمد بن جرید بن یزید بن خالد، تاریخ الامم والملوک، ۳۶۰/۲

۷۲۔ ایضا، ۳۵۹/۲

۷۳۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، بیروت، دار المعرفة، ۱۹۹۷ء، ص ۱۷

۷۴۔ طبری، ابوجعفر محمد بن جرید بن یزید بن خالد، تاریخ الامم والملوک، ۳۹۷/۲

۷۵۔ انصاری، حامد، مولانا، اسلام کا نظام حکومت، ص ۴۸

۷۶۔ اصلاحی، امین احسن، مولانا، اسلامی ریاست، ص ۲۸

۷۷۔ شاہ ولی اللہ، قطب الدین احمد بن شیخ عبدالرحیم، حجۃ اللہ البالغۃ، لاہور، المکتبۃ السلفیۃ، ۱۳۲/۱

۷۸۔ الماوردیؒ، ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب، الاحکام السلطانیہ، مصر، دار الفکر، ۱۹۷۳ھ، ص ۵

۷۹۔ البغدادیؒ، عبدالقادر بن عمر، اصول دین، جامعہ اشرفیہ، لاہور، ص ۲۷۱

۸۰۔ ابن حزمؒ، ابومحمد علی بن احمد بن سعید، المحلی، ۴۵/۱

۸۱۔ حنف، ابوالشکور سالمیؒ، التمہید فی بیان التوحید، فاروقی مکتب خانہ، دہلی، ۱۳۰۹ھ، ص ۱۷۲

۸۲۔ ابن تیمیہؒ، تقی الدین ابوالعباس احمد، السیاسۃ الشرعیہ، ص ۱۶۱

۸۳۔ حنفی، ابن الہمام، مولانا، المسایرہ، محمودیہ، مصر، ص ۱۵۶

۸۴۔ شاہ والی اللہ، قطب الدین احمد بن شیخ عبدالرحیم، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۹۷۶ء، ۳/۲

۸۵۔ طبریؒ، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱۸/۳

۸۶۔ اصفہانیؒ، ابوالقاسم الحسین بن محمد المعروف بالراغب، مفردات القرآن، دار القلم، مصر، ص ۲۶۲

۸۷۔ طبریؒ، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱۳۰/۳

۸۸۔ گوہر رحمٰن، مولانا، اسلامی ریاست، ص ۲۲۸

۸۹۔ الرازیؒ، فخر الدین محمد بن عمر، تفسیر الکبیر و مفاتیح الغیب، ۲۰۸/۴

۹۰۔ ابن کثیرؒ، عماد الدین اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ۳۱۶/۲

۹۱۔ طبریؒ، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۳۱۶/۳